

السلام

کمزور کی ظلم سے حفاظت کرتا ہے

سید جلال الدین عجمی

ظلم کے لئے دنیا میں کوئی وجہ جواہر نہیں ہے۔ اگر کسی ایک فرد پر بھی ظلم و زیادتی ہو تو پوری دنیا کا سر شرم سے چک جانا چاہئے لیکن یہاں افراد ہمی پر نہیں بلکہ جو بے بڑے گروہوں پر جو رسم کے پہاڑ تورے گئے ہیں، اس سے نہ تو ماضی کا دامن پاک تھا اور نہ حال کا دامن پاک ہے؛ ظلم کا نشانہ کمزور ہی بنتا ہے بیرہ دنیا کی تاریخ ہے اور بڑی ہی دردناک تاریخ ہے کہ اشخاص نے بھی اور جماعتوں نے بھی اپنے سے کمزور افراد اور جماعتوں کے جان و مال اور عزت و اہمیت کو لوٹلے ہے اور بے دریخ بٹا ہے۔ ان پر اس تدریج و ستم ڈھایا ہے کہ اس کے قصور سے بھی روح کا پ جاتی ہے۔ اب بھی یہ سب کچھ ہوتا ہے۔

اسلام سے قبل عرب میں کمزوروں کی حالت

اسلام جس معاشرہ میں آیا اس میں کمزور افراد اور طبقات دلوں ہی سخت ظالم کے شکار تھے غلاموں اور مکہموں پر ان کے مالک اور آفراہ مشرقی ستم کر رہے تھے، عورتوں پر مزدوں کی زیادتی ہو رہی تھی، یتیموں کے حقوق ان کے نام نہاد سر پستوں کے ہاتھوں یا مال ہو رہے تھے، وطن سے دور اجنبیوں اور مسافروں کی جان و مال ہر وقت خطرے میں رہتی تھی، معذدوں اور مجبوروں کا کوئی پرسان حال نہ تھا، مفرض یہ کہ ظلم کی چکی ہر طرف پوری قوت سے چل رہی تھی اور کمزوروں بے کس انسان اس میں بڑی طرح پس رہے تھے۔ اس صورت حال کی تقدیر کشی قرآن مجید نے ان الفاظ میں کی ہے۔

ہرگز نہیں! تم کے ساتھ عزت کا سلوک نہیں بردا
اویسکن کو کھانا کھلانے پر ایک دسرے کو نہیں
اجھارتے ہو۔ اور میراث کا سارا ماں خود حکیم کر
کھا جاتے ہو اور ماں سے بے حد محبت کرتے ہو۔

ہجرت جب شے کے بعد حضرت جعفر طیار نے بیانی کے دربار میں جوبے لفڑی تقریر کی تھی
اس سے اس معاشروں کی بھروسہ ترجیحی ہوتی ہے۔ انھوں نے فرمایا۔

اے باشہ! ہم ایسی قوم تھے جو جایتی میں پڑی
ہوئی تھی، بتون کو پرستی تھے، مردگاتے تھے
بے حیائیوں کا ارتکاب کرتے تھے، خونی رشتوں کو
کاٹ دیتے تھے، پرنسپوں کے ساتھ برا سلوک
کرتے تھے۔ (غرض یہ کہ ہم میں جو طاقتور تھا وہ مکنہ
کو کھڈا رکھتا۔)

كَلَّا لَكُمْ لَا تُحِرِّمُونَ الْيَمِينَ وَلَا
تَحَاشُونَ عَلَى طَعَامِ السَّيِّئِينَ ه
وَتَأْكُلُونَ التَّرَاثَ أَكْلًا مَا وَلَعَبُوْنَ
الْمَالَ حُبَّاجَهَ ه (الغیز: ۱۰-۲۰)

إِلَيْهَا الْمُلْكُ كَنَّا قَوْمًا أَعْصَلَ
جَاهِلِيَّةً تَعْبُدُ الْأَصْنَامَ وَنَأْخُلُ
الْمَيْتَةَ وَنَأْكُلُ الْفَوَاحِشَ وَنَقْطِعُ
الْأَدْرَحَامَ وَنَسْأَلُ الْجُوَارَ يَا أَخْلُ
الْقَوْيَ مِنَ الْضَّعِيفَ

اسلام نے کمزوروں کے ساتھ من سلوک کی تعلیم دی

اس کے بعد اسی تقریر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش اور آپ کی تعلیم کا ذکر
حضرت جعفر نے ان الفاظ میں کیا۔

كَنَّا عَلَى ذِلْكَ حَتَّى لَعْثَ اللَّهَ
الْبَيْنَارِ سُلَامًا مِنَ الْغَرْفَ نَسْبَةً وَ
صَدَقَهُ وَأَمَانَتَهُ وَعَفَافَهُ فَدَعَانَا
إِلَى اللَّهِ لِنُوَهَّدَهُ وَنُعَبِّدَهُ وَنُخْلِعَ
مَا كَنَّا نَهْنَ نُعَبِّدُ دَأْبَاءَ نَامَنَ
دَوْنَهُ مِنَ الْمُجَازَةِ وَالْأَوْثَانِ وَأَمْرَنَا
بِصَدْقَ الْحَدِيثِ وَادْرَأَ الْأَعْمَانَةَ

اسلام کم زور کی خلافت کرتا ہے

تجوں کی عبادت کرتے ہیں ان سے کنارہ کش برقرار
اس نے ہیں حکم دیا کہ تجھ بولیں، امانت دیکوں مدد
رحمی کریں، پڑع میوں کے ساتھ عن سلوک کریں
حرام کاموں سے بچیں اور خوب نہ ہوایں، اس نے
ہمیں بے حیائی کے کاموں سے بھوٹ بولنے
سے، تیم کمال کھانے سے اور پاک دہن مورتوں
پر تہمت لگانے سے منع کیا۔ اس نے ہم سے کہا کہ
ہم صرف اللہ واحد کی عبادت کریں۔ اس کے
ساتھ کسی کوشش کی نہ کریں اور اس نے نلا صد قدر
خیرات اور روزہ کا حکم دیا۔

وَصَلَةُ الرَّحْمَ وَهُسْنُ الْجَوارِ
وَالْحَكْفُ عَنِ الْمَحَارِمِ وَالْدَّمَاءِ
وَنَهَا نَاعِنَ الْفَوَاحِشِ وَقُولِ
الْوَوْدِ وَأَصْلِ مَالِ الْيَتَمِ وَ
قَذْفُ الْمَحْصُنَاتِ وَأَمْرَنَا
أَنْ تَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ شَيْءًا
وَاصْرَنَا بِالصَّلَاةِ
وَالزَّكَاتِ وَالصِّيَامِ مَلِهٖ

اللَّهُ تَعَالَى كُسْيٍّ بِظُلْمٍ نَهِيْسَ كَرَتَا

ظللم کے استیصال کے لئے اسلام نے اس کی شناخت واضح کی، اس سے نفرت ابعادی
اور اس کے خلاف ہر طرف ایسی فضایاں کی کہ ظلم کرنے سے پہلے اُدمی نہ ربار سوچنے پر مشور ہر جانے
کو محاشرہ اسے برداشت کرے کا بھی یا نہیں؟ اس نے سب سے پہلے تو یہ احساس پیدا کیا اور
اسے زندہ رکھا کہ انسانوں کو ایک درستے کے ساتھ وہ اعلیٰ اخلاقی روایہ اختیار کرنا چاہئے جو اس
کائنات کے خالق و مالک کو لیڈے ہے۔ وہ نہ ظلم کرنا ہے اور نہ ظلم کو پسند کرنا ہے۔ قرآن مجید میں یہ
بات بڑی تکرار کے ساتھ کہی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ظلم سے پاک ہے۔ وہ کبھی کسی کے
ساتھ کسی طرح کاظلم نہیں کرتا۔ ایک جگہ اشارہ ہے

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مُتَّقًا ذَرَّةً
بِيْ شَكَ اللَّهُ تَعَالَى نَهِيْ بِإِرَازِ ظُلْمٍ نَهِيْسَ كَرَتَا

(النادرة: ۲۰۷)

ایک اور جگہ فرمایا
اَنَّ اللَّهَ لَا يَقْلِمُ الْمَسَاسَ
شَيْئًا (یون: ۳۷) یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر کچھ بھی ظلم
بھین کرتا۔

اللہ تعالیٰ ظلم کو ناپسند کرتا ہے

یہی خوبی وہ اپنے بندوں کے اندر بھی دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ اس بات کو سخت ناپسند کرتا
ہے کہ اس کے بعد نہ ظلم و ناقصی کی راہ اختیار کریں اور ان کے درمیان جور و تعدی کا بازار کرم
رسائے۔ فرمایا

وَلَا تَعْتَدُ وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
الْمُعْتَدِلِينَ (المائدہ: ۸۷)
وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ (آل عزرا: ۲۰)
ایک حدیث قدس میں یہی بات بڑے حشو ثابت ہے میں کہی گئی ہے۔
ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یا عبادی ای جھوٹ میں نے اپنی ذات پر بھی ظلم کر دیا
قرد سے رکھا ہے اور تمہارے دہیاں بھی اسے
حرام ٹھہرایا ہے لہذا تم ایک دوسروں ظلم نہ کرو۔
فَلَا تَظْلَمُوا لَهُ

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ تعالیٰ نے مجھ پر دھی فرمائی ہے کہ تم لوگوں
حق لایفخر احمد علی احمد دلا
کسی مقابليہ میں گھنڈ کر لے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے۔
یعنی احمد علی احمد سے

۲۰ مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریر الظلم، مسنداً حمداً ۱۶۰/۵ سلسلہ مسلم،
کتاب الحجۃ، باب الصفات التي یعرف بها الخ کی ایک لمبی حدیث کا یہ ایک مکارا ہے۔ یہ مکارا
ابوداؤد میں بھی ہے۔ کتاب الادب، باب فی التواضع

ظللم کرنے والوں کی نذر ملت

قرآن مجید نے یہود پر جن پہلوؤں سے سخت تنقید کی ہے ان میں ایک پہلویہ بھی ہے کہ وہ ظلم و زیادتی کا رویہ اپنا لئے ہوئے ہیں اور ناجائز اور حرام طالقوں سے پیٹ بھرتے ہیں۔ فرمایا

وَثُرَايِ الْكَثِيرُ أَمْ شَهِدُ لِيْسَا دِمْعُونَ
كَلْغَنَاهُ كَيْ بَاتُونَ پِرْ زِيَادَتِيَّ كَيْ بَاتُونَ پِرْ اَوْ حِرَامَ خُرَى
السَّهْلَتَ (المائدہ ۶۲)

پر خوب نیکتے ہیں

طاقتور کم زد پر ظلم نہ کرے

مال و دولت اور قوت و طاقت پاک کم ظرف انسان سرکش ہو جاتا ہے۔ دوسروں کو دبلنے پہلے اور غلام بنانے کے لئے اپنی طاقت استعمال کرنے لگتا ہے۔ حالانکہ جو طاقتور ہے اسی سے یہ توقع کی جاسکتی ہے اور فی الواقع وہی اس جیشیت میں ہوتا ہے کہ بندگان خدا پر رحم کھائے اور بے کسوں اور لاچاروں کی مدد کرے۔ یہ بات تہذیب، اخلاق اور شرافت سے بہت دور اور سخت تکمیل دہ ہوتی ہے کہ جہاں سنتیں کاصد و ہونا چاہئے وہاں سے شرط اپنے ہوا درج میں سے نفع کی امید کی جائے اس سے نقصان پہنچنے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایتنی آدمیوں کو سخت نالپسند کرتا اور ان سے نفرت کرتا ہے۔ ایک وہ جو بڑھاپے میں بدکاری کرے، دوسرا دھن جو خربت اور مختاہی کے باوجود تکبر اور نحوت نہ پورے تحریراً دھن جو دلت پاک ہو رہ تھی پر اتر آئے سے اللہ تعالیٰ کا کوئی فیصلہ حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔ بعض اوقات غریت و افلاس میں اس کی طرف سے تنبیہ ہوتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ انسان کو اپنی علیمیوں کا احسان

سلہ ترمذی، ابواب صفتۃ المفتتہ، باب مجاہد فی صفتۃ انسانۃ الجنة۔ نافی، کتاب الزکوۃ، باب ثواب

ہو اس کے اندر سوز و گداز ابھرے اور وہ آنایت کو ختم کر کے پوری قوت سے اس کی طرف پلٹے رہا۔ تا میں کوئی بات سخت ناگوار گندرتی ہے کہ انسان اس تنبیہ سے فائدہ نہ اٹھائے اور مست منے پندرہ رہے ہے راسی طرح دولت بھی ایک امتحان ہے اس سے انسان کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں جو شخص ان ذمہ داریوں کو نہ پہچانے اور مال و دولت کے مہارے دوسروں پر ظلم کے تیر بر ساتا پھرے وہ خدا کے غصب کو دعوت دیتا ہے۔

اس حدیث کا ایک خاص پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں غریب سے کہا گیا کہ غزوہ اور گھنڈے سے زیب نہیں دیتا اور امیر کو بہادستی کی کوئی کامی کا دامن جوڑ و تعددی سے پاگ ہونا پہلا ہے۔ اس طرح اسلام امیر اور غریب دونوں ہی کی اصلاح اور ایک خاص رخ سے ان میں سے ہر ایک کی ترمیت چاہتا ہے۔

حدراز آد و مظلومان

کسی بے گناہ پر ستم دھانا اور اس کے جائز حقوق سے محروم کرنا خدا کے غصب کو دعوت دینا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مظلوم کی آہ سے بچو اس لئے کہ جب وہ فریاد کرتا ہے تو اس کی فریاد فوراً سنی جاتی ہے اور اس کی مقبولیت کی راہ میں کوئی چیز مانع نہیں ہوتی۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں لا کو نزد مقرر کیا تو نصیحت فرمائی

الْقَدْعَةُ الْمَظْلُومُهُ فَادْعُهُ لِيْسَ
بِدِينِهِ وَلِيْنَ اللَّهُ حَجَابُ لَهُ

حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ایاک و دعوة المظلوم فانها
مظلوم کی بدعا سے بچو۔ اس لئے کہ وہ اللہ سے اپنا حق مانگتا ہے۔ اور اللہ کسی حقدار

یسال اللہ حقه و ان اللہ

سلیمانی، ابواب المذاہم والقصاص، باب دعوة المظلوم۔

لایمنع ذا حق حقہ لہ
کا حق ہیں روتا۔

حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

تین آدمیوں کی دعا (خدا کے دربار سے) رد ہیں ہوتی رہ رذہ دار کی دعا جب وہ دون بھر کے رفرے کے بعد افطار کے وقت دعا کرنا ہے، امام عادل کی دعا اور مظلوم کی دعا کو تو اللہ تعالیٰ بادل کے اوپر اٹھائے جاتا ہے اس کے لئے آسمان کے دروازے کھل دیتے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری ہر تاذ عذال کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا کچھ وقت کے بعد ہی ہی

ثلثۃ لا تردد عسو تھم
الصالحین يفطر والامام
العادل ودعوة المظلوم يبر
فعهـا اللـهـ فـوـقـ الـخـامـ وـ تـقـلـمـ
لـهـاـ الـبـابـ السـمـاءـ وـ
يـقـولـ الـرـبـ دـعـزـتـيـ
لـاـ نـصـرـنـكـ وـ لـوـ
لـعـدـ حـيـنـ ۲۰

ظلم کا اخبار دنیا میں

قرآن و حدیث میں بار بار بھایا گیا ہے اور تبیہ کی گئی ہے کہ اس دنیا میں جب بھی جبرا استبداد کا رویہ اختیار کیا گیا اور طاقت کے لئے میں اس حقیقت کو فراموش کر دیا گیا کہ اس کائنات کا ایک مالک اور حاکم بھی ہے جو ظلم کو پسند نہیں کرتا اور طالم کا پنجہ موڑ سکتا ہے تو یہ تو بڑے بھی انک اور دروناک نتائج دیکھنے پڑے۔

حضرت ابو موسیٰ اشتریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلیم نے فرمایا
ان اللہ یملی الظالمدحتی اذا
اللہ تعالیٰ ظالم کو دھیل دیتا ہے اور جبیک کرتا
ہے تو وہ نجک نزک نہیں پایا۔

سلہ مشکوٰۃ الصالیح، کتاب الایمان، باب النظم بحوالہ یہودی۔ ۲۰ ترمذی، کتاب
الدعوات باب

اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

وَكَذَلِكَ أَخْذَ دِبَكَ أَذَا

أَخْذَ الْقُرْبَىٰ وَهُنَّ طَالِمَةٌ إِنَّ

أَخْذَةَ الدِّيْمَ شَدِيدٌ (۶:۶)

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَامِنْ ذَبْ أَحْبَدْ رَاتْ

يَحْجَلُ اللَّهُ لَعْلَى الصَّاحِبِهِ

الْعَقْوَبَةِ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا

يَدْخُرُهُ فِي الْأَخْرَةِ مَمْشِلْ

الْبَغْيِ وَقْطِيْعَةِ الرَّحْمَمِ لَهُ

أَنْ كَسَّلَهُ رَكَاهُ بَهْ

اس نے ان بیتیوں کو پکڑا جو ظلم کر رہی تھیں

بے شک اس کی پکڑ دوڑاک اور سخت ہوتی ہے

کسی ظلم کرنا اور خوبی رشتہ کا کھنایہ دو ایسے

گُنہ ہیں کہ کوئی دوسرا گناہ ان سے زیادہ اس

کا مستحق نہیں ہے کہ اس کے اڑکاب کرنے

دلائل کو اللہ تعالیٰ جلد اس دنیا ہی میں سزا کے

علاوہ اس عذاب کے جو اس نے آخرت میں

ان کے لئے رکھا ہے۔

اگر انسان خدا کے قانون کو نہ سمجھے اور تاریخ سے عبرت نہ حاصل کرے تو وہ خود بھی دوسروں کے لئے عبرت کا سامن بن جاتا ہے۔ جو شخص ظالموں کی صفت ہی میں کھڑا ہونا چاہیے اسے اس انجام بدستے کوئی چیز بجا نہیں سکتی جو ظالموں کے لئے مقدر ہے۔

ظالم کا انجام آخرت میں

آخرت میں ظالموں کا جو حشر ہوگا قرآن و حدیث میں اس کا بڑا دردناک نقشہ کھینپی گیا ہے۔ ایک بعد قرآن شریف میں ہے

تَمَ يَرَنْ بِحُكْمِنِيْ ظَالِمٌ جُو كُوچِيْ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے غافل ہے وہ ان کو اس دن کے لئے دیکھ

وَلَا يَحْسَبُنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ هُوَ الَّذِي

سلہ بندی، کتاب التفسیر (سورة ہود) مسلم، ابواب البر والصلوة، باب تحريم الظلم سے اللہ ابو داؤد،

كتاب الأدب، باب في النهي عن البغي

رسے رہا ہے جب کہ اسکے بھی کچھی کی بھی رہ جائیں
گی، سر جو کارے دوڑ رہے ہوں گے نظریں (ادوہ
مجی ہوں گی) اور وہ ان کی طرف نہیں لپیٹیں گی
اور دل اڑ رہے ہوں گے، ان کو اس دن سے
ڈناد جب کہ (واقعۃ) ان پر خدا کا عذاب آ
جائے گا۔ اس وقت ظالم کہیں گے، اے ہمارے
رب ہیں تھوڑی سی مہلت اور دے دے ہم تیری
دعوت پر بیک کہیں گے اور تیرے رسولوں کی
اتباع کریں گے (ان سے ہما جلدے گا) کیا تم نے
اس سے پہلے قسم کھا رہیں کہا تھا کہ تم پر زوال
نہیں آئے گا، حالانکہ تم ان لوگوں کی ستیروں میں
رم چکے تھے جنہوں نے اپنے ساتھ زیادتی کی
اور تم پر (یعنی) اچھی طرح واضح تھا کہ ہم نے ان
کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے نہ مٹاں دے کر

(ابراہیم: ۳۶، ۳۷)

مٹیں بھایا تھا۔

لَوْخُرُهُمْ لِيَوْمٍ شَخْصٌ فِيْهِ الْيَقِيْدَةِ
مَهْطِعِنَ مُقْنِعِيْ دُرْؤِصِهِمُ الْأَ
مَرْتَدٌ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَأَفْلَدَ
نَهْمٌ هَوَاءُهُ أَنْذَرَ النَّاسَ لِيَوْمٍ
يَا تَسْتَهِمُهُمُ الْعَذَابُ فَيَقُولُ الَّذِينَ
ظَلَمُوا وَبَنَا اخْرُونَا إِلَى أَحَبِيلٍ
قَرِيبٌ لِجَنْبٍ دَعْوَاتِكَ وَشَيْعَ
الرَّوْشَلَ أَوْلَدَ لِكُلُّ نَوْا أَقْسَمَتِمْ
مِنْ قَبْلِ مَالَكُمْ مِنْ زَوَالٍ هَوَ
سَكْسَمٌ فِي مَسَاكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا
أَقْسَمَهُمْ وَمَتَبَيْنَ لَكَمْ
لَيْعَ فَعَلَمْتَ أَيْهُمْ وَ
ضَرَمْتَ لَكَمْ
الْأَدْمَثَالَ ۝

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم کو ظلمتوں سے تعبیر فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت
عبدالله بن عباس کی روایت ہے کہ آئی نے فرمایا:
الظُّلْمُ ظَلَمَاتُ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ۝ ظلم قیامت کے روز تاریکیاں ہو گا
مطلوب یہ کہ قیامت کے روز ظالم کے چاروں طرف تاریکی ہی تاریکی ہو گی اور وہ
اس روشنی سے محروم ہو گا جو جنت تک پہنچاتی ہے۔
اسی مفہوم کی ایک اور حدیث، حضرت جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول

سلیمانی، ابو الظالم والقصاص مسلم کتاب ابرد الصدۃ، باب عمریم ظلم

الله صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
الْقَوَا الظَّلَمُ فَانِ الظَّامُ ظَلَمَاتٍ
 ظالم سے بچوں لئے کاظلم قیامت کے روشنکنیں
 بن کر آئے گا بخشنے بچوں لئے کاظمل نے تم سے
 پہلے کے لوگوں کو ٹاک کیا۔ اس نے انھیں اپر ابھارا
 کہ اس نے لوگوں کا خون بھائیں اور اللہ کے قائم کردہ
 حملہ ہدی علی ان سفکواد ماء ہم
 و سخلو احصار مسہم لہ
 فرمات کو توڑیں۔

اس حدیث میں ظالم سے منع کرنے کے ساتھ بخل اور تجویزی سے بھی منع کیا گیا ہے۔
 دونوں میں بڑا گہر ارتباط ہے۔ ظالم ہی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آدمی مال پر سائبنا بھیار ہے اور
 حق داروں کا حق نہ ادا کرے۔ اس کے بڑے بھیانک شاخ نکلتے ہیں جب لوگوں کے حقوق مارے
 جلتے ہیں اور ان کے جائز مطالبات پورے نہیں کئے جاتے تو معاشرہ میں لازماً کشیدگی اور
 بچینی پیدا ہوتی ہے اس سے پورا معاشرہ آسٹہہ فتنہ و فساد اور قتل دمار نگری کی
 پیٹ میں اس طرح آجاتا ہے کہ اس سے نکلن مشکل ہو جاتا ہے۔ حدیث کا مقصد یہ ہے
 کہ اللہ نے کسی کو مال دیا ہے تو وہ ظالم دریادتی کی راہ نہ اختیار کرے اور ہر ایک کو اس کا حق
 ادا کرے ورنہ وہ خود بھی تباہ ہو گا اور معاشرہ بھی بر باد ہو گا کتنی بڑی حقیقت ہے جو اس حدیث
 میں سمجھائی گئی ہے۔

آخرت میں ظلم معاف نہ ہوگا

حدیث میں آتا ہے کہ انسانوں کے ساتھ ظلم و زیادتی وہ جرم ہے کہ قیامت
 کے روز معاف نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اقسام سے بدلتے گا اور مظلوم کو اس کا حق دلوائے
 گا۔ اس لئے ظالم کو اپنے ظلم کی تلافی اسی دنیا میں کر دینی چاہئے۔
 حضرت عالیٰ شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم کے

لہ مسلم، الباب البر والاصد، باب تحريم الظلم

دفاترین طرح کے ہوں گے۔ ایک ظلم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا۔ دوسرے ظلم وہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ پر و انہیں کرے گا اسے معاف فرمائے گا۔ تیسرا ظلم وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ انتقام خریدے گا۔ جس ظلم کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا وہ شرک ہے۔ چنانچہ خود اس نے فرمایا ہے و من یشروئ باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنة (جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے تو اللہ اس پر حبست کو حرام کر دے گا) جس ظلم کو اللہ معاف فرمادے گا وہ ہے جس کا ارتکاب بندے خود اس کے مسلسلہ میں کرتے ہیں جیسے کسی نے کوئی روزہ چھوڑ دیا یا کسی وقت کی نماز نہیں پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس سے درگز فرمائے گا۔ وہ ظلم جس کا اللہ تعالیٰ ضرور عساب کتاب لے گا اور انصاف فرمائے گا وہ ہے جو بندے ایک دوسرے پر کرتے ہیں۔ اس کا تھا صن لئے بغیر وہ نہیں چھوڑ لے کا نظالم سے بدلہ لے گا اور مظلوم کو اس کا حق دلوائے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ سے پوچھا رجانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم و دینار اور مال و متاع نہ ہو۔ آپ نے فرمایا، یہ نہیں میری امت میں (حقيقي) مفلس اور کنگال وہ شخص ہے جو قیامت کے روز نماز و فرہ زکوٰۃ سب کچھ لے کر آئے گا لیکن اس کے ساتھ اس نے کسی کو برائے احتلاک ہو گا کسی کا خون بھایا ہو گا کسی کا مال کھایا ہو گا (اس طرح دوسروں کی حق ملکی کی ہوگی) اللہ تعالیٰ اس کی کچھ نیکیاں ان میں سے ایک کو کچھ دوسرے کو اور کچھ تیرے کو دے دے گا۔ ان کا ختنا پورا ہونے سے پہلے اگر اس کی نیکیاں تختم سو جامیں کی توان کے گناہ اس کے سردار دیتے جائیں گے اور اس سے جہنم میں بھینک دیا جائے گا۔

ظامم اپنے ظلم کی دنیا میں تلافی کر لے

حضرت ابوہرثہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کسی نے

سلہ مناصیحہ ۲۴۰ درواہ المہقی فی شب الایمان (مشکوٰۃ، کتاب الادب، باب فی الظلم) درواہ الطیالسی والبزر عن انس بسانا وحن بنی سیریل پیش راجح الجامع الصفیر ۱۴۳) سلہ مسلم، ابواب البر والعلمه باب تحريم الظلم، ترمذی، ابواب حنفۃ الجنة، باب ماجا، فی ثان اصحاب القصاص

اپنے بھائی کو رسوایا اور بے ابرو کیا ہے۔ اس کے مال دا باب یا ادکسی چیز پر درست درای کی ہے، غرض یہ کہ کسی کے ساتھ کوئی بھی ظلم کیا ہے تو دیتا ہیں معاونت کرنا لے ادا اس کی تلافی کر دے ورنہ قیامت کے روز جب کہ دینا روزہ نہ ہوں گے کہ کسی کو ان کے ذریعے خوش کیا جاسکے تو ظالم کے نیک اعمال اس کے ظلم کے نسب سے مظلوم کو دے دیئے جائیں گے جب اس کا نامہ اعمال نیکیوں سے خالی ہو جائے گا اور مظلوم کا حق یا قی رہے کہا تو مظلوم کے گناہ اس کے سردار اور دیئے جائیں گے لہ

قرآن و حدیث سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے اسے لازماً اس سے توبہ کرنی چاہئے۔ اگر اس نافرمانی سے کسی بندہ کو نقصان پہنچے تو قیوم کے ساتھ اس کی تلافی بھی ضروری ہے کسی تکلیف یا اذیت پہنچانے، اس کا حق مارنے، اس کا مال کھانے یا اس کے ساتھ کسی بھی قسم کی زیادتی کے بعد جو شخص اللہ سے توبہ کافی نہیں ہے۔ اس نقصان کو بھی پورا کرنا ہو گا جو دوسرے کو پہنچا ہے۔ امام فتویٰ لکھتے ہیں۔

علماء نے کہا ہے کہ ہر گناہ سے توبہ کرنا داحب ہے۔ اگر اس کا تعلق خدا اور بندہ سے ہے اور کسی انسان کا حق ضائع نہیں ہوا ہے تو توبہ کی تین شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی اس گناہ سے باز آجائے جس کا وہ ارزکاپ کر رہا ہے۔ دوسرا یہ کہ اپنے لئے کہے پر نہ امت خسوس کرے۔ تیسرا یہ کہ اس بات کا اعزام کرے کہ ہر اس کا اعادہ نہیں کرے گا۔ اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو توبہ صحیح نہیں ہوگی۔ اگر معصیت کا تعلق انسانی حقوق سے ہے تو ان تین شرط کے ساتھ ایک اور شرط کا اضافہ ہو گا۔ وہ یہ کہ جس کا جو حق مارا ہے وہ ادا کرے۔ اگر مالیات کی نوعیت کی کوئی چیز ہے تو اسے لٹا دے۔ اگر تہت وغیرہ کافی ہے تو اسے مناسب انتقام کا مرغی دے یا اس سے معافی طلب کرے اگر غبیبت کی ہے تو عافی تلافی کے ذریعہ اس سے پہنچ کر اس کا حل کرے۔

لے بخاری، کتاب المظالم والقصاص، باب من كانت له مظلمة
لئے ریاض الصالحین، باب التوبۃ ص ۱۱۲

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں

امر خیز یہ ہے کہ محض تو بہ سے مظلوم کا حق ساقط نہیں ہوتا۔ اس معاملہ میں قاتلوں اور دوسرے ظالموں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے..... قوبہ اسی وقت مکمل ہو گی جب کاظلم کا عرض فراہم کیا جائے۔ اگر دنیا میں یہ نہ دیا جائے تو آخرت میں لازماً دنیا ہی پڑے گا۔

ظالم کا کوئی ساتھ نہ دے

ظالم کسی ایک فرد پر ہو رہا ہو یا جماعت پر، اس سلسلے میں معاشرہ پر بھی کچھ ذمہ داریاں ملائی ہوتی ہیں۔ معاشرہ کو ان ذمہ داریوں کا احساس نہ ہو، ان کو ادا نہ کرے تو اپنا حق مانگنے والوں اور دوسروں کا حق چھیننے والوں کے درمیان مصروف کے بھی ہوتے رہیں گے اور کبھی ایک اور کبھی دوسرے غائب بھی آتا رہے گا لیکن ظلم و جور کا استغفار نہ ہو گا۔ برائیاں اس وقت مٹتی ہیں جب کہ پوز امعاشرہ ان کے خلاف حرکت میں آجائے ان کو قدم جلانے نہ کے اور جمایاں کوئی برائی سر اٹھائے اسے کچل کر رکھ دے۔ اسلام ظلم کے خلاف اسی قسم کی فضاید اکرتا ہے اس سلسلے میں اس کی سب سے پہلی بہادیت یہ ہے کہ کوئی شخص ظالم و زیادتی میں کسی کا ساتھ نہ دے اور ظالم کا کوئی تعاون نہ کرے۔ اوس بن شریعت میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

من مشتیٰ مجھ ظالم لیقومیه
و حسونیعلم انہ ظالم فقد
خروج من الاسلام لہ
سے خارج ہو گیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سعیدی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لہ فتاویٰ ابن تیمیہ طبع جدید ۱۸/۱۸۲ء اسی مضمون پر تفصیل بحث کے لئے مکیجی جلدے اما نزاری کا کتاب احیاء، مسلم الدین ۱۱۳/۲ ۱۱۹ء شکلہ الصایح۔ کتاب الاداب، باب ظلم بحوالہ محققی۔
قال المنذری روا الطبرانی فی الکبر دہو، حدیث غریب۔ التغییب والترہیب ص ۲۲۴ء

جس نے کسی جگہ پر میں ظلم کے ساتھ مدد کی وہ
اللہ کا غضب لے کر لو۔

من اسیان علی خصوصیت
بظلم فقد باع بغضب اللہ لہ

منظوم کا ساتھ دیا جائے

اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ظالم سے عدم تعاون بھی مظلوم کے ساتھ مدد دی ہے بعض اوقات تو ظالم کے ساتھ اور بھی مغادرات والبستہ ہوتے ہیں ران مغادرات کو چھپوڑا وینا ڈبری قربانی ہے لیکن اس کے باوجود مظلوم کی مظلومی اس سے اوپر کردار کا تقاضہ کرنے ہے وہ چاہتی ہے کہ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کا ساتھ دیا جائے اس کی دست گیری اور مدد کی جائے یہی کردار اسلام پیدا کرتا ہے اس نے اس بات کی تعلیم دی اور تائید کی کہ کسی کے ساتھ ظلم ہو رہا ہو تو اسے بے یار و مدد دگار نہ چھپوڑا جائے بلکہ اس کی مدد کی جائے اور یہ ظالم کے پنجھ سے چھپوڑا جائے را اخلاق کی دنیا میں اس کا بھی ایک مقام ہے کہ ان کی کمزور پر دست درازی نہ کرے لیکن یہ ایسا مقام ہے کہ وہ اس سے نیچے اتر آئے تو ہیون کی سطح پر ہنچ جاتا ہے اس کی انسانیت، اخلاق اور شرافت کا تقاضہ یہ ہے کہ کوئی دزدہ صفت آؤئی کسی بے لیس اور محبوش شخص پر مبتلا ٹھاکے تو وہ ڈھال بن جائے اور اس کی چھرو دستی کو روک دے۔ اسلام انسان کو انسانیت کے اسی عقائد مبنی تک پہنچانا ہے خضرت پیر ابن عازیؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہیں سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے منع فرمایا ان میں سے ایک بات یہ بھی کہتی کہ ہم مظلوم کی مدد کریں یعنی اس حکم کی قانونی حیثیت کے بارے میں امام نووی لکھتے ہیں اور..... اما الصحو المظلوم فهم فرضی

سلیمان ابو داؤد، کتاب الفضایا، باب فی الرحل لعین علی خصوصیت الخ اسی مفہوم کی تکذیب ایت ابن ماجہ میں بھی ہے ملاحظہ ہر ابواب الاحکام باب مزن ایک مالیں لہ سلم بخاری، کتاب الشتری، باب آئۃ الفتنہ، سلم کتاب الہباس۔

اسلام کم زدہ کی حفاظت کرتا ہے

بے جو فرض کفایت ہیں یہ امر بالمعروف وہی
عن المکر کے ذیل میں آتا ہے راس کے خالب
(معاشرہ کے) دہ افراد ہیں جو اس کی طاقت رکھتے
ہوں اور اس کی وجہ سے الحسن کی نقصان کا
اندیشہ نہ ہو۔

الصفاۃ وهو من جملة
الامور بالمعروف والذالی عن
المنکرو وانما يتوقفه الامر
بہ علی من قدر عدیمه و لم
يُخفِض ضررا له

علماء ابن دقيق العيد کہتے ہیں
ولنضر المظلوم من الفروع من اللامنة
على من علم بظلمه وقد
على لفظنا وهو من فروع من الكفایا
سمانیته من ازالۃ
المنکرو ورفع الضرر من
المسلم له

مظلوم کی مددان فرائض میں داخل ہے جو اس
شخص پر لازم ہوتے ہیں جو یہ نجات ہو کی کسی پر
ظلم بہرہ ہے اور وہ اس کی مدد بھی کر سکتا ہو۔
یہ ان احکام ہیں سے ہے جو فرض کفایت ہیں اس لئے
کہ اس سے منکر بہٹایا اور ایک مسلمان کو پہنچنے
والے ضرر کو دیکھا جاتا ہے

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی پر ظلم ہو رہا ہو تو جو شخص اس ظلم کو روک سکتا ہو اس کی ذمہ
ہے کہ وہ آگے بڑھ کر اسے روک دے۔ یہ معاشرہ پر فرض کفایت ہے۔ اگر کسی نے بھی یہ فرض
اجرام نہ دیا تو پورا معاشرہ گناہ کار ہو گا اور اللہ تعالیٰ کو اس کا جواب دینا ہو گا۔ معاشرہ سے
یہ فرض صرف اسی صورت میں ساقط ہو گا جب کہ یہ مان لیا جائے کہ اس میں ایک شخص بھی ظلم کے
خلاف آواز اٹھانے اور مظلوم کی حمایت میں کھڑے ہوتے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اور اس کی وجہ سے
اسے ناقابل برداشت نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا۔

ظام کو ظلم سے روکا جائے

جب کبھی کوئی ستمگراٹھ کو چاروں طرف تباہی مچا دے، بتندگانِ خدا کا خون بھائے

ان کے حقوق پھیں لے اور ان کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کرنے لگے تو جو لوگ فہرستی
یا با اخلاق سمجھتے ہیں ان پر بالعمم دو طرح کے رد عمل ہوتے ہیں، ایک رد عمل سکوت
اور غاموشی کا ہوتا ہے جب کہ ان کی حیثیت تاشالیٰ کی ہوتی ہے اور
ظالم کی زد و سروں پر پڑتی ہے، دوسرا رد عمل اس وقت ہوتا ہے جب کہ ظالم کے تائیانے
خود ان پر برستے ہیں، یہ رد عمل آہ و لکا اور فریاد و ماتم کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، اسلام
ذائقوں کی بہری دینداری کا قابل ہے اور نجف آہ و فغان کو کافی سمجھتا ہے اس لئے کہ آدمی
چلے ہے یہ موقع کو مطلب ہو جائے کہ کسی ظالم و زیادتی میں اس کا باہمی نہیں ہے یا رد و ہدوکر دل کا
بوجھ تھوڑا ہلاکر لے کا اس سے بہر حال نتو فلم مٹ سکتا ہے اور نزعدل وجود میں آسکتا ہے ظلم
کی بھی ایک طاقت ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ طاقتو بھی ظالم کرتا ہے، اسے تو فتنے کے لئے
اس کے خلاف علم اٹھانا، اس کے مقابلے میں سینہ سپر ہونا، اس کے لئے جان و مال لٹانا اور
بڑی جد و جہد کرنی پڑتی ہے تب حقداروں کا حق ملتے ہے مظلوموں کی دادرسی ہوتی ہے اور
بڑی بات یہ کہ اپنا فرض ادا ہوتا ہے مومن کی بھی شان بیٹائی گئی ہے کہ وہ ظالم کی استکھوں
میں آگھیں ڈال کر بات کرتا اور اسے ظلم سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر یہ امت اس
شان اور عزم و عوامل کے اہل ایمان سے خالی ہو جائے تو اس کے مخفی ہیں کہ وہ اپنی زندگی
کھو چکی اور اس کی اخلاقی موت واقع ہو گئی حضرت عبد اللہ بن عمر و بن العاص رضی کہے ہیں میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بتا ہے۔

اذا رأيتم اصتي لهاب الظالم جب تم دیکھو کہ میری امت ظالم سے یہ کہتے ہوئے
ان لقول له انت انت الظالم ذر بھی ہے کہ تم یہ ظالم ہو تو کچھ لوک اسے اس
فقد توع منهم له کھال پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

ظاہر ہے اس کے لئے بڑی جرأت و محبت اور ایمانی طاقت کی ضرورت ہے۔
اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ سلطان جابر کے سامنے کلمۃ حق کہنا سب سے بڑا جہاد ہے اور

اسلام نہ زور کی حفاظت کرایے

اس راہ میں جان دینا سب سے بڑی شہادت ہے میکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ظالم کے خلاف اس طرح کے جان بازاو اصحاب عزم نہ الھیں ظلم کھو لگا چلے گا اور اس کے نتائج بھی سائنس ہاگر ہیں گے۔ خدا نے تعالیٰ ظلم کو سخت نالپذیر کرتا ہے جب وہ حد سے بڑھ جاتا ہے تو اس کا عذاب آتا ہے اور بربجھے سب ہی اس میں پس جاتے ہیں رائی وجہ سے حدیث میں تاکید کی گئی ہے کہ ظلم کو ابھرنے اور پہنچنے نہ دیا جائے، ورنہ پورا سماج تباہ ہو کر ہے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق ہذا فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مناہے ہے:-

ان manus اذاراً وَ الظالم
ظلم سے نہ رک دیں تو یہی نہیں کہ اللہ
تعالیٰ اپنی طرف سے ان سب پر عذاب عام
نازل کر دے۔
شک ان يعنهم اللہ
بعقاب منه له
فلم يأخذ واعلى يد يده و

کسی گروہ کو ظلم کرنے نہ دے

اس طرح اسلام یہ چاہتا ہے کہ جب بھی کسی فرد پر ظلم ہو تو معاشرہ اس کی حمایت میں کھڑا ہو جائے اور ظلم کو دفعہ کی پوری کوشش کرے۔ اس کا بھی امکان ہے کہ ایک فرد ہی نہیں کوئی ایک گروہ دوسرے گردد پر جو رسم ڈھانے لگے یہ محض امکان ہی نہیں دنیا کی تاریخ اس طرح کے جو رسم سے بھری پڑی ہے اسلامی معاشرہ میں خدا نے خواستہ بھی یہ صورت پیش آئے تو دیکھئے قرآن مجید کا کیا حکم ہے؟

اَنْ طَائِفَاتٍ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ
أَفْتَلُوا فَإِنْصَلُو اَبْيَهُمَا فَإِنْ
لَّغَثُ اَحَدًا هُمَا عَلَى الْاُخْرَى

اگر یا ان والوں میں سے دو گروہ اس پس میں رہ
پڑیں تو ان میں صلح و صفائح کراؤ و میکن اگر ان میں سے ایک گردد دوسرے پر زیادتی کرے تو تم اس کو

سلہ ترمذی، الباب الفتن، باب ما جاور في نزول العذاب اذا لم يغير الممنك - البداؤ
كتاب السلام بباب الأمر والنهي

سے جنگ کر د جو زیادتی کرے رہیاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پڑت آئے جب وہ پڑت آئے تو ان کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کراؤ۔ اور انصاف کرو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پند کرتا ہے مسلمان تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں (جب جھگٹا اپنے تو) صلح کراؤ۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ امید ہے کہ تم پر حرم کیا جائیکا۔ سام

فَقَاتُلُوا الَّذِي تَبْعَدُهُنَّا لِنَفِيَ إِلَى
أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَأَعْرِضُ فَإِنْ أَصْلَحُوهُ
بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ه
إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْرَجُوا فَأَصْلَحُوهُ
بَيْنَ أَهْوَيْكُمْ وَالْقَوْلُ اللَّهُ أَعْلَمُ
شُوَّهُمُونَ

المجرات : ۹ - ۱۰)

اس آیت سے حسب ذیل باقی نکلتی ہیں۔

ا۔ مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں اڑپیں تو ذرا یا گیا فَأَصْلَحُوهُ بَيْنَهُمَا
(ان کے درمیان صلح کراؤ) اس کے لئے جو بھی کوشش کی جائے، نصیحت کی جائے، غلط فہمیوں کو دور کیا جائے، نزاع اور اختلاف کے نقصانات بیان کئے جائیں۔ اتقاد اور محبت کے فوائد مجھہ کے جائیں، اثر و سوچ استعمال کیا جائے، وہ اسلام کے نزدیک پسندیدہ اور بڑے اجر و ثواب کی مستحق ہے حضرت ابو درداءؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے سوال کیا کہ کیا میں کہیں وہ عمل نہ تباوں جو (نقف) روزہ، صدقہ اور نماز سے بھی) زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ ہم نے عرض کیا ضرور سیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اصلاح ذات البین فان وہ ہے لوگوں کے تعلقات کو ٹھیک کرنا اور ان فساد ذات البین ہی کو بکار ناتویہ آدمیوں کی میکیوں کو مندوہ دینے والا عمل ہے۔

لَهُ وَانْ طَائِقَانَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اُمُتَلَوَا... آنائیہ (اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں اڑپیں ...) یہ اندزا بتاتا ہے کہ مسلمانوں کی کسی بھی دوجا عنوں میں اختلاف کو راہی بھگت کے شکل نہیں اختیار کر جا سکتے۔ یہ ایک اتفاقی بات ہے ہر سوچتی ہے کہ وہ آپس میں اڑپیں ترقی کیمیر / ۴۲ هـ لکھ ترددی اور اب صحفہ اعتمادہ، باب ... ابو مولود، کتاب الادب سبیع فہارس محدثین / ۱۷۶

اسلام کم ذکر کی خلافت کرتا ہے

۲۔ صلح و صفائی عدل و انصاف اور اللہ کی کتاب کے مطابق ہوگی۔ اس سلطنت نظر کے کس فریق کو اس سے فائدہ ہو سکتا ہے اور کس کو نقصان ہے علامہ سعودی کہتے ہیں۔

فاصلحوایا بینہما بالدعا
الی حکم کتاب اللہ والرضا
بما فیہ لہما وعلیہما لہ
ان کے درمیان صلح کرادو۔ ایکس اس بات کی دعوت ڈکر کر کتاب حکم دے اسے مان لیں اور اسکے فیصلہ کو خوشی بخوبی رنجیجا ہے وہ ان کے حق میں

جائی یا ان کے خلاف۔

۳۔ محض چھٹپڑے کو ختم کر دینا کافی نہیں ہے بلکہ عدل و انصاف اور اللہ کی هر ضریب کے مطابق اس کا فیصلہ ضروری ہے تاکہ مظلوم کو اس کا حق ملے اور اس بابِ نزاع ختم ہوں اور اگر یہ اس بابِ نزاع ہوں تو کسی بھی وقت دوبارہ نزاع ابھر سکتی ہے۔ علامہ ابوالسعود کہتے ہیں فاصلحوایا بینہما بالعدل لفصل
ان کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ صلح مابینہما على حکم اللہ تعالیٰ
کرو۔ وہ اس طرح کہ اللہ کے حکم کے مطابق ان کے اختلاف کا فیصلہ چکار دو۔ محض ان سے لے لکھتے ہو ابھر جو دستار کتھما
کنارہ کشی اختیار کرنے پر اکتفا نہ کرو ورنہ ہمکا ہے عسیٰ ان یکون بینہما مقتال
کر کی دوسرے وقت ان کے درمیان چھٹپڑا ہو گا
فی وقت آخر سے

۴۔ نزاع اور اختلاف کے بعد عدل و انصاف سے سہ ک جائیں کا اندیشہ رہتا ہے اس پر خاص طور پر نزور دیا گیا تاکہ کسی بھی مرحلہ میں عدل و انصاف سے سرمو اخراج نہ ہو۔ نے پائے علامہ ابوالسعود کہتے ہیں۔

وتقید الاصلاح بالعدل
(دوبارہ) اصلاح کے حکم کے ساتھ عدالت کی
قدیمیں لئے لکھائی۔ یہ کتب کے بعد جو صاحب

لہ یہی بات تفسیر غازی میں بھی کہی گئی ہے۔ ملاحظہ بی غازی معنی تجویز

لہ تفسیر ابن السعو و علی باش الرازی ۷۵۳/۷۔ یہی بات روح المعانی میں بھی کہی گئی ہے جزو ۲۶۰/۱۵۰۔

صفائی ہوگی اس میں نا انصافی کا انذیشہ ہے۔ پھر اس کی مزید تاکید کے طور پر فرمایا 'وَاقْسُطُوا' یعنی جو کچھ تم کر اد جو نہ کرو سب میں انصاف کا روایہ اختیار کرو۔

بعد المقابلہ وقد أكَّدَ ذَالِكَ حيث قُلَّ وَاقْسُطُوا إِنِّي وَاعْذُ لِنَا فِي كُلِّ مَا تَأْتُونَ وَمَا تَذَرُونَ مَلِه

۵۔ فیقین میں سے ایک ظلم و زیادتی پر اصرار کرے اور حق و انصاف کے سامنے جھکنے کے لئے تیار نہ ہو تو مظلوم گروہ کی حیات ضروری ہے تاکہ بزرگ اس کا حق استے ظالم سے دلا یا جلسے رعلامہ ابوالسعود کہتے ہیں۔

يَحِبُّ مَعَاوَةً مِّنْ بَنْجِي عَلَيْهِ
بَعْدِ تَقْدِيمِ النَّصْحَ وَالسُّعْيِ
فِي الْمَصَالِحةِ لَهُ

خیر خواہی اور مصالحت کی کوشش کے بعد اس شخص کی معادنت ضروری ہے جس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔

۶۔ جو گروہ ظلم و زیادتی کرے اس کے خلاف طاقت اس وقت استعمال کی جلنے کی جب کہ اصلاح کی کوشش ناکام ہو جائے۔ اس سے پہلے طاقت کا استعمال صحیح نہیں ہے۔ علامہ ابوالبکر جیضا صفحی کہتے ہیں۔

أَمْرَ اللَّهِ تَعَالَى بِالسَّدْعَاءِ إِلَى
الْحَقِّ قَبْلِ الْقِتَالِ ثُمَّ أَبْتَدَ
الرَّجُوعَ قَوْلَتْ سَلَةُ

اللہ تعالیٰ نے قتال سے پہلے حق کی طرف بلانے کا حکم دیا ہے پھر اگر وہ حق کی طرف رجوع سے انکار کر دے تو اس سے قتال کیا جائے گا،

عَلَامَةُ ابْنُ عَرْبِيِّ مَا لَكَ كَہتے ہیں۔
أَنَّ اللَّهَ سَبَحَنَهُ أَمْرَ بِالصَّلْمَ
قَبْلِ الْقِتَالِ وَعَذَنَ الْقِتَالَ
عَنْدَ الْبَغْيِ لَهُ

اللہ تعالیٰ نے قتال سے پہلے صلح کا حکم دیا ہے اور قتال کو اس صورت کے ساتھ محضوں کیا ہے جب کلیاخت اور رکشی ہو۔

سلہ ابوالسعود: تفسیر ۱۳۵۷ یہی الفاظ درج المعانی کے بھی ہیں ۱۵/۲۶۱ سلہ تفسیر ابن الصور ۲۶۵ سلہ احکام القرآن ۳۹۳/۳ سلہ احکام القرآن ۲۲۳/۲

۔ ظالم اور باغنی گروہ کے خلاف طاقت کا استعمال کون کرنے اور کس حد تک کرے؟ یہ ایک اہم سوال ہے اس کا جواب علامہ ابو بکر جعفرا صحفی نے تفصیل سے دیا ہے۔ اس کا اخلاص یہ ہے کہ اگر باغنی گروہ اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کئے تھے تیرنہ ہوتا تو اس سے قبال کا حکم دیا گی ہے۔ بظاہر اس میں قبال کی سبب ہی صورتیں داخل ہیں۔ اگر اس کے لئے طاقت کا تھوڑا سا استعمال کافی ہو، جیسے لاٹھی چلانا یا جو لوں سے پیانی کرنا تو زیادہ طاقت استعمال نہیں کی جائے گی لیکن اگر اس سے وہ ظلم اور بغاوت سے باز نہ آئے تو تلوار بھی اٹھانی جائے گی۔ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اس صورت میں بھی تلوار اٹھانا جائز ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے جو شخص منکر کو دیکھے وہ اسے طاقت سے بدل دے، اگر گروہ اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اسے بدلے (اسے بدلتے کے لئے آواز اٹھانے) اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پول سے ناپسند کرے یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے۔ اس میں آپ نے طاقت کے ذریعہ منکر کے ازالہ کا حکم دیا ہے۔ بظاہر اس کا تقاضہ یہ ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو منکر کا ازالہ کیا جائے اسے صحیح بات یہ ہے کہ اس معاملہ میں حکومت اور معاشرہ کے درمیان فرق کرنا ہوگا۔ ظلم و زیادتی کو طاقت سے روکنا اصل حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اگر حکومت اپنی ذمہ داری محسوس نہ کرے تو معاشرہ کا فرض ہے کہ وہ اس کی طرف اسے توجہ دلاتے اور ظلم کو مٹانے میں اس کے ساتھ تعاون کرے۔ جیسے ظلم کے حق میں شہادت فراہم کرنا، اسے اخلاقی اور مالی مدد فراہم کرنا۔ ظالم کو کسی طرح کا تعاون نہ دینا۔ اس کا سماجی مقاطعہ کرنا، اس بات کی کوشش کرنا کہ اس کی تغیری و تاویب ہو اور قرار دالتی اسے سنبھلے۔ اس طرح کے اوپری اقدامات ہو سکتے ہیں جو معاشرہ کر سکتا ہے بلکہ اسے کرنا چاہئے۔ بعض نہیں کامی حالات میں وہ ظلم کی جان مال اور عزت و آبرد کو چانے کے لئے قوت کا استعمال بھی کر سکتا ہے لیکن اس معاملہ میں وہ ایک حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا اس کے لئے صحیح نہیں ہوگا۔

یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی باغنی گروہ اسلامی حکومت ہی کے خلاف کھڑا ہو جائے۔ اس صورت

میں معاشرہ کا فرض ہے کہ وہ بجاوت کے کچلنے میں حکومت کے ساتھ تعاون کرے۔ اس کا بھی امکان ہے کہ خود حکومت ظلم و جور کارو یا اختیار کرے تو اس وقت اسے روکنے کی بھروسہ کوشش کی جائے گی لیکن یہ بڑا نازک کام ہے۔ اس میں اس کا خیال رکھا جائے گا کہ ظلم کو روکنے میں کوئی طریقہ نہ پیدا ہو اور دوسرے مظالم کا دروازہ نہ کھل جائے، لفاسیکریں یہی بات اس طرح کہی گئی ہے۔

تم جنگ کر داس گرد سے خود سے آگئے ہو رہے
یعنی ظالم سے تم پر ظالم کو مظلوم سے دفعہ کرنا
واجب ہے اب اگر ظالم کا تعنت روایا ہے تو تعاير
پروابی ہو گا ظلم کرنے والوں کو دفعہ کرے میں اگر ظالم
خود امیر ہو تو مسلمانوں پر واجب ہو گا کہ اتفاقیت
سے یا اس سے آگئے کی کسی تدبیر سے ظالم سے رد کی
دیں، لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ اس کی وجہ سے
اس طرح کیا اس سے طریقہ نہ پیدا ہو جائے
جیسی دو گروہوں کی جنگ سے پیدا ہوتا
ہے۔

فقاتلوالیٰ تبغی ای الظالم
یجب علیکم دفعہ منہ شتم
ان الظالم ان شان هو الرغبة
فالواجب على الامير
دفعہ منہ وان شان هو
الامیر فالواجب على
المسلمین منعه بالتصیحة
فما فرقها وشرطہ ان لا بشیر
فتنه مثل التي في اقتتال
الظالمین او امتد منھا له

اس طرح اسلام حکومت اور معاشرہ دولوں کو ظلم کے خلاف کھڑا اکٹا ہے اور
دولوں کے تعاون سے ظلم کو ختم کرتا ہے وہ حکومت کو بدایت کرتا ہے کہ ظلم کو طاقت
سے روکے اور معاشرہ کو حکم دیتا ہے ظلم کے مٹلنے میں حکومت کے ساتھ تعاون کرے
او، اس بات کی تحریکی کرتی رہے کہ حکومت خود بھی عدل کے راستہ سے ٹھہرے نہ پائے۔

ظالم اور مظلوم دھنوں کی مدد کی جائے

اسلام معاشرہ کو ظلم سے پاک کرنا چاہتا ہے اس لئے وہ ظلم کے خلاف توشیح

سلہ تفسیر کیرم / ۲۷۵ کسی گروہ کے ظلم اور بغاوت کی بہت سی تھیں پوچھی ہیں اور عوالت بھی مختلف درستیں
اپنے ان کے حکم بھی ملتو یہ تھیں اور مسجد کو شہنشہی کی گئی تھیں

فضاحتیا کرتے ہیں لیکن ظالم کے خلاف نفرت اور عداوت کے جدبات نہیں بھرا کاتا بلکہ اسے وہ سبدردی اور خیرخواہی کا مستحق سمجھتا ہے حقیقت یہ ہے کہ ظالم اپنے غلط دریے سے ٹھلے ہے اسے اس کا شعور ہو یا نہ ہو، خود کو تباہ کر لے ہے اس کی دنیا بھی بریاد ہوتی ہے اور آخرت بھی، اسلام کو نہ مظلوم کی تباہی گوارہ ہے اور ذمہ اکمی۔ اسے دلوں کے ساتھ سبدردی ہے اور وہ دلوں کو جانچا ہتا ہے لیکن اس سبدردی کی نوعیت مختلف ہے۔ حدیث میں کہا گیا ہے کہ ظالم اور مظلوم دلوں ہی نہیں کی مدد کے محتاج ہیں، مظلوم کی مدد یہ ہے کہ اسے ظالم کی چرہ دستی سے بچایا جائے اور ظالم کی مدد یہ ہے کہ اسے جو روتام سے باز رکھا جائے حضرت النبیؐ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الصَّحْرَىُ أَخَالِقَ ظَالِمَيْمَاً وَمُظْلُومَيْمَاً

لَبْنَةً بَهَانَىٰ كَيْ مَدْكُوْرَ وَجَلَهُ وَهُوَهُ ظَالِمٌ هُوَ مُظْلُومٌ

قَاتُلُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا

صَابَرَنَ عَرْضَ كَيْمَا، أَكْرَهَ مُظْلُومٌ هُوَ كَأَنَّهُ لَوْ بَلَاشَبَهَ

لِتَنْصُرَهُ مُظْلُومَ مَا فَكِيفَ

هُمْ اسَّكَيْنَ كَيْ مَدْكُرَيْنَ لَيْكَنْ ظَالِمٌ هُوَ تَكِيسَ مَدْدَ

لِتَنْصُرَهُ ظَالِمَيْمَا قَالَ تَأْخِذْ

كَرِيْنَ بَدَأَ پَنْ فَرَمَيَا تَمَّ اسَّكَاهَ تَحْكِيمَ الْوَارُ (ادر)

فَوْقَ يَدِيهِ لَهُ

اسے ظلم کرنے والا یہی اس کی مدد ہے۔

آنچ کی جامیت کی طرح جامیت عرب میں بھی ہر معاملہ میں اپنے خاندان، قبیلہ ذات اور براوری کو دیکھا جانا اور حق و ناقص سے آنکھیں بند کر کے اس کی حمایت اور نفرت کو ضروری سمجھا جاتا تھا، اس بنیاد پر بڑی بڑی جنگیں ہوتی تھیں اور خون خراہ سے عرب کا ریاستان سرخ ہوتا رہتا تھا، اسلام تے اس عصیت جاہلیہ کو ختم کیا۔ اس نے کہا قوم کے ساتھ اس میں فیک نہیں کر سبدردی ہوئی چاہئے لیکن اس سبدردی کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر وہ ظلم وزیادتی کی روشن اختیار کرے تو اسے آگے بڑھنے سے روک دیا جائے، نہ یہ کہ ہلاکت کے جس کھڈیں دہ گر بی ہے اس میں آدمی خود بھی کو دپڑے۔

حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ دونوں جوان ہجن میں سے ایک مہاجر اور دوسرا الفاری

لِهِ بَجَارِيِّ، كِتَابُ الظَّالِمِ وَالْقَاصِعِ، بَابُ اعْنَ اخَاكَ ظَالِمَيْمَا وَمُظْلُومَيْمَا۔

تھا آپس میں اڑپرے انصاری نوجوان نے انصار کو مدد کے لئے پکارا اور مہاجرین سے تعلق رکھنے والے نوجوان نے مہاجرین کو آزادی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منات تو باہر تشریف لائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ دلوں جو انوں کا جھگڑا تھا کوئی خاص بات نہیں ہے۔ اس پر آپ نے اطمینان کا انہمار فرمایا کہ کوئی بڑا حادثہ پیش نہیں آیا۔ ایک روایت میں آشنا ہے کہ نوجوانوں کی اس پکار کو سن کر آپ نے فرمایا

اس ختم کرو یہ تو بڑی گندی پکار ہے

دعوهای افانہا متنبہہ

اس کے بعد آپ نے فرمایا

آدمی کو اپنے بھائی کی مدد کرنی چاہئے بخواہ وہ نظام ہو یا مظلوم۔ اگر ظالم ہو تو اس نے ظلم سے بار رکھے، یہی اس کی مدد ہے اور ظلم ہو تو (ظالم کے مقابلہ میں) اس کی حمایت کرے۔

ولینصوص الرحل اخْتَاهَ ظالِمُهُ اَوْ
مظلومنَ اَنْ كَانَ ظالِمٌ فَلِيَنْهُمْ
فَانْهُ لَمْ يَنْصُوْدُ اَنْ كَانَ مظلومنَ
فَلِيَنْصُوْدُ لَهُ

کسی فرد یا گروہ کی مظلومی یہ را یک سلامان کو جو تکمیل ہوتی ہے یا ہو سکتی ہے اور جس خلوبس اور سہروردی سے وہ اس کا مدارا و اچاہتا ہے، ظالم سے بھی اسے اتنی ہی سہروردی ہونی چاہئے۔ اسے تباہی سے بچانے کے لئے بھی اس کے اندر وہی ولسوزی درد مندی اور ٹرپ پائی جانی چاہئے جو مظلوم کے حق میں اس کے اندر پائی جاتی تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ مظلوم کی صرف دنیا خراب ہوتی ہے اور ظالم کی دنیا ہی نہیں۔ آخرت بھی بر باد ہوتی ہے۔ یہ بہت بڑی بربادی ہے۔ اس بہلو سے تو مظلوم سے زیادہ ظالم سہروردی کا مستحق ہے۔

سلہ سلم، کتاب البر والصلوة، باب لفڑالاخ خ ظالِمُوْنَ قُلُوْبُ

اگر آپ اسلام کے بنیادی حقیقوں کو سمجھنا اور اپنے دوستوں کو سمجھانا چاہتے ہیں تو مولانا سید جلال الدین عمری کا اگریزی کتب پچھے

ISLAM - THE UNIVERSAL TRUTH

کامطالعہ لیجھئے۔ قیمت 3/- میہنز ادا، تحقیق و تصنیف اسلامی۔ علی گڑھ موسوعہ فہارس مجلات علمیہ ادبیہ ریڈیشن اول جرائد کا عالمج اشاریہ